سید محمد کفیل بخاری

ایک ہفتہ امیر المؤمنین کے اسلامی افغانستان میں

حرکت الانصار ملتان کے ایک ذمہ دار محترم بھائی محمد اطہر نہایت مرنجا مرنج اور صابر و شاکر نوجوان ہیں۔ ایک دن اپنے چند مجاہدوں کے ہمراہ مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم میں تشریف لائے اور مجھے افغانستان چلنے کی دعوت دی۔ میں ۱۹۹۴ء میں برھان الدین ربانی کے دور حکومت میں افغانستان کا دورہ کر چکا تھا۔ مگر طالبان کے عہد نو کا افغانستان دیکھنے کی خواہش عرصہ سے دل میں مچل رہی تھی۔ محمد اطہر بھائی سے سفر کا نظم طے ہوا اور ۱۶ جون ۱۹۹۸ء کی دوپہر فوکر طیارہ سے ہم ملتان سے پشاور کے لئے روانہ ہوئے۔ عصر کے قریب ہم پشاور ائیر پورٹ سے باہر نکل رہے تھے۔ اور حرکت الانصار کے مجاہدین سراپا استقبال تھے جو ہمیں اپنی گاڑیوں میں بٹھا کر دفتر لے گئے۔ قصہ خوانی بازار کے ڈیلکس ہوٹل میں بالائی منزل پر حرکت الانصار کا دفتر ہے۔ ملتان سے تقریباً ۲۰ افراد ہمارے وفد میں شامل تھے لیکن بھائی محمد اطہر دیگر پچاس افراد کا قافلہ لے کر بذریعہ بس پشاور کے لئے روانہ ہوئے۔ ہوٹل کے مختلف کمروں میں مہمانوں کو ٹھہرایا گیا تھا۔ رات آرام کر کے صبح اٹھے تو اطہر بھائی اپنا قافلہ لے کر دفتر پہنچ چکے تھے۔ پشاور دفتر میں مہمانوں کی خدمت پر مامور مجاہدین میں عثمان حیدر، خاور، ضرار ایوبی، سیف اللہ جرار، خالد ارشاد ٹوانہ اور قاری شطہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ان کے جذبۂ خدمت کو دیکھ کر دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں۔

دفتر میں مختلف شہروں سے مسلسل وفود پہنچ رہے تھے جنہیں مختلف قافلوں کی صورت میں افغانستان روانہ کیا جا رہا تھا۔

مجلس احرار اسلام لاہور کے ارکان محترم ملک محمد یوسف، محترم میاں محمد اویس، اور محترم محمود شاہد کے علاوہ تونسہ سے حافظ محمد لقمان بھی میری دعوت پر پشاور پہنچے۔ جبکہ سید مرتضیٰ بخاری، طلحہ سعید اور محمد شفیق صاحب ملتان سے ہی میرے رفقاء سفر تھے۔

۱۷ جون کو ۱۱ بجے دن ویگن کے ذریعے ہم طورخم سرحد کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ ایک بڑا قافلہ تھا جو مختلف ویگنوں کے جلوس کی صورت میں عازمِ سفر تھا، طورخم کی سرحد عبور کر کے اسلامی افغانستان میں داخل ہوئے اور سرحدی مسجد میں نمازِ ظہر اداء کی۔ یہاں سے ہم جلال آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ صوبہ ننگرہار کہلاتا ہے۔ سرسبز اور خوبصورت علاقہ ہے۔ سڑک کے دائیں طرف قدیم شاہی باغ کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ یہ باغ روسیوں نے جنگ میں تباہ کر دیا تھا۔ طالبان کے افغانستان میں یہ پہلا سفر تھا جو گزشتہ سفر سے یکسر مختلف اور ماحول بالکل الٹ، امن و سکون کی ایک خاص کیفیت تھی۔ لوگ مطمئن اور زندگی معمول پر۔ یہ ماحول دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی۔ تین چار گھنٹوں میں ہم جلال آباد پہنچے تو شہر میں بڑی رونق تھی اور لوگ اپنے کاروبار میں منہمک تھے۔ نمازِ مغرب قریب تھی کہ ہمارا قافلہ "معسکر الارشاد" پہنچا۔ یہ مجاہدین کی تربیت گاہ ہے اور اس کا نام "حرکت الجہاد الاسلامی" کے بانی مولانا ارشاد احمد شہید کے نام سے منسوب ہے۔ ایک کھلا ناہموار میدان، پہاڑی سلسلہ، بجلی ندارد، پانی کی قلت

اور اس میں "معسکر" تربیت کے لئے ایسی جگہ ہی مناسب ہوتی ہے۔ رات کے سائے بڑھے تو ساتھ والا شخص بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ ادھر بجلی کی کڑک، بادلوں کی گرج اور تیز ہوا نے ماحول کو اور ہی تشویش ناک بنا دیا تھا۔ ہم کھلے آسمان تلے بیٹھے سوچ رہے تھے یہ مجاہدین یہاں کس طرح زندگی گزارتے ہیں؟ مغرب اور عشاء کی نماز یہیں میدان میں ادا کی، پھر مجاہدین نے دستر خوان لگایا اور مہانوں کو کھانا کھلایا۔ تربیت گاہ سے متصل کچھ ہی فاصلے پر ہمیں لے جایا گیا۔ چاروں جانب گھپ اندھیرا، ہم ایک لائن میں چل رہے تھے اور ایک مجاہد ٹارچ لے کر آگے آگے چل رہا تھا۔ مختلف سمتوں میں پہریدار مجاہدین وقفے وقفے سے ٹارچ کی روشنی سے اپنی بیداری اور موجودگی کا احساس دلا رہے تھے۔ ایک سائبان تلے فرشی بستروں پر رات آرام کیا اور نور کے تڑکے موذن کی پکار...... حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح نے ہم سب کو بیدار کردیا۔ قریب ہی ایک بڑی نہر تھی۔ پانی صاف شفاف اور یخ۔ ہم نے یہاں وضو بنانے کا جو لطف اس دن آیا زندگی میں پہلے کبھی میسر نہ آیا تھا۔ نماز فجر ادا کر کے واپس معسکر کے دفتر پہنچے۔ یہ دفتر دو کچے کمروں پر مشتمل تھا۔ کمانڈر خالد ارشاد ٹوانہ اور مجاہد قاری شطہ ہمارے ہمراہ تھے آفتاب طلوع ہوا تو وردیوں میں ملبوس مجاہدین میدان میں جمع ہونے لگے۔ خالد ارشاد ٹوانہ نے بتایا کہ آپ کو مجاہدین کی ٹریننگ دکھائی جائے گی۔

استاذ اجمل معسکر کے انسٹرکٹر ہیں۔ استاذ نصر اللہ عزام ان کے ہمراہ تھے۔ کمانڈر خالد ارشاد ٹوانہ نے تلاوت کلام مجید سے کارروائی کا آغاز کیا۔ ابتدائی معلومات فراہم کیں۔ کمانڈر عدیل احمد جہاد یار بھی یہاں استاذ ہیں۔ اور ابراہیم تیمور صاحب امیر معسکر ہیں۔ اس تربیت گاہ میں ۴ کورسز ہوتے ہیں۔

۱۔ تاسیسیہ (چالیس دن) ۲۔ صقارہ (تین ماہ) ۳۔ الخالد (تین ماہ) ۴۔ جند اللہ (چھے ماہ) معسکر کے معمولات یہ ہیں: مجاہدین کو ڈھائی بجے شب تہجد کے لئے بیدار کر دیا جاتا ہے۔ پھر اشراق تک ذکر، نماز، سورہ یٰسین اور قرآن کریم کی تلاوت کے بعد مشق ہوتی ہے۔ ناشتہ کے بعد اسلحہ کی کلاس ہوتی ہے جس میں اسلحہ کے استعمال کی تربیت و تعلیم ہوتی ہے۔ ظہر کے بعد ایک گھنٹہ شرعی تعلیم۔ پھر میدان کاری، گتکا۔ عصر تک یہ مصروفیت رہتی ہے۔ عصر تا مغرب وقفہ ہے۔ بعد از مغرب ذکر و بیان۔ کھانا۔ نماز عشاء اور پھر آرام۔ لیکن رات بھر پہرہ کے لئے مجاہدین کی ڈیوٹی الگ ہوتی ہے۔

کمانڈر خالد ارشاد ٹوانہ نے یہ معلومات فراہم کرنے کے بعد مظاہرہ کا آغاز کیا۔ مجاہدین کی پریڈ، لاٹھی، گتکا، کراٹے، حربی امور، خنجر زنی، پسٹل چھیننا، چلانا، سنتری ڈسپوزل، فائرنگ کے مختلف انداز اور آزاد فائٹ کے ایمان پرور مظاہروں نے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑا۔

۱۸ جون کو دوپہر ہم لوگ کابل کے لئے روانہ ہوئے۔ ظہر، عصر، مغرب، دریائے کابل کے کنارے ادا کیں۔ اور نو بجے شب کابل پہنچے۔ یہ سفر بہت تھکا دینے والا تھا۔ سڑک تباہ ہو چکی ہے اور گاڑی کچھوے کی چال چلتی ہے۔ ساڑھے نو بجے کابل کی ایک چھاؤنی میں قائم مسجد میں نماز عشاء ادا کی۔ مجاہدین ہمیں ہرات ہوٹل لے گئے۔ بہت اعلیٰ کھانا کھلایا۔ اس وقت ہوٹل کے ہال میں تقریباً ایک سو افراد موجود تھے۔ ان میں اکثر وہ نوجوان تھے جو محاذ پر جہاد کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ جو مہمان تھے ان سب نے اپنے کھانے کا بل ادا کیا۔ کمانڈر عدیل ایک مستعد چاق و چوبند اور مخلص انسان ہیں۔ رات بارہ بجے وہ ہمیں لیکر انصاف ہوٹل پہنچے اور مختلف کمروں میں

تمام مہمانوں کو ٹھہرایا۔ یہ ہوٹل اب صرف طالبان کے مہمانوں کے قیام کے لئے وقف ہے۔

۱۹، جون کو جمعہ تھا۔ صبح ناشتہ کے بعد کمانڈر عدیل ہمیں کابل شہر لے گئے۔ کابل کی اکثر عمارات بموں اور راکٹوں سے تباہ ہو چکی ہیں۔ افسوس کہ یہ تباہی روس کے خلاف جہاد میں نہیں بلکہ برہان الدین ربانی اور گلبدین حکمت یار کی جنگ میں ہوئی۔ ہم کابل یونیورسٹی پہنچے یہیں عظیم مفکر سید جمال الدین افغانی کی قبر ہے۔ مولانا پیر محمد روحانی، یونیورسٹی کے چانسلر ہیں جو ہمارے استقبال کے لئے خود تشریف لائے۔ یونیورسٹی کے ایک کمرے میں رہائش پذیر ہیں۔ سرخ و سفید چہرہ۔ آنکھوں میں ایمان کی چمک۔ خوبصورت داڑھی اور باوقار لب و لہجہ۔ یاالٰہی یہ چانسلر ہیں؟ میں نے دل میں سوچا۔ دل نے گواہی دی ہاں۔۔۔۔ اصل چانسلر یہی ہیں۔ مولانا پیر محمد روس کے خلاف جہاد میں کمانڈر اور حرکت الجہاد الاسلامی کے سرپرست تھے۔ شعبہ ثقافت اسلامی میں اسباق بھی پڑھاتے ہیں۔ طلباء ان کے علم و تقویٰ کی وجہ سے ان سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ مختصر سی ملاقات میں انہوں نے جس حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا وہ حاصل سفر ہے۔

نماز جمعہ سے قبل ہم جن تاریخی مقامات پر گئے۔ ان میں مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر کا مزار اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات ہیں۔ حضرت جانک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ تبلیغ و نفاذ اسلام کے لئے یہاں آئے تھے اور شہید ہو گئے۔ نماز جمعہ کابل کی مسجد یعقوب میں اداء کی۔ امام صاحب نے خطبہ جمعہ میں امیر المؤمنین کا نام لیا اور کہا کہ امیر المؤمنین ملا عمر کا قوم کے نام پیغام ہے۔ "دین پر عمل کرو، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اور حکومت اسلامیہ کے استحکام میں ہمارے ساتھ تعاون کرو۔

نماز جمعہ کے بعد کابل اسٹیڈیم میں ایک راہزن پر حد جاری ہونی تھی۔ کمانڈر عدیل ہمیں وہاں لے کر پہنچے تو سارا شہر سٹیڈیم میں امڈ آیا تھا۔ طالبان انتظامیہ نے فرد جرم پڑھ کر سنائی۔ مجرم کو لینڈ کروزر گاڑی میں لایا گیا۔ ڈاکٹروں کی ٹیم موجود تھی۔ انہوں نے مجرم کو بے ہوش کیا اور باقاعدہ آپریشن کے ذریعے ایک پاؤں اور ایک ہاتھ کاٹ دیا۔ طالبان کی اسلامی حکومت نے حدود کا نفاذ کر کے دو اہم فوائد حاصل کئے ہیں۔

۱۔ جرائم کی شرح کم ہوئی ہے۔ ۲۔ ملک میں امن قائم ہوا ہے۔

۱۹، ۲۰، جون کو ہم لوگ کابل میں ہی ٹھہرے ۲۱، جون کو بذریعہ طیارہ کابل سے قندھار پہنچے۔ جہاز میں تقریباً دو سو افراد سوار تھے۔ یہ سب پاکستانی تھے۔ اور امیر المؤمنین سے ملاقات کے علاوہ اسلامی افغانستان دیکھنے آئے تھے۔ ہم لوگ رات گورنر ہاؤس میں ٹھہرے۔ جو ایک پرانی عمارت تھی۔

۲۲ جون پیر کا دن ہمیشہ یاد رہے گا۔ جب ہم امیر المؤمنین سے ملنے ان کے دفتر گئے۔ عمارت کے صدر دروازے کے ساتھ آخری کیمونسٹ حکمران نجیب اللہ کی بڑی کار "بیوک" عبرت کا نمونہ بنی کھڑی تھی۔ دفتر کے باہر ایک بورڈ پر لکھا تھا "دعالیقدر امیر المؤمنین دفتر، دافغانستان اسلامی امارت" دروازہ پر کلمہ طیبہ لکھا تھا اور نیچے یہ عبارت درج تھی۔

"الایمان والتقویٰ والاخلاق والانتظام نحج، عظیم للتحریک الاسلامی"

بقیہ ص ۶ پر